تفسیر نور العرفان (قسط ۱۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب سورۂ بنی اسرائیل (۱۱۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''بعض قادری مشائخ ہر نماز کے بعد یہ آیت ﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ سے آخر تک ایک بار بلند آواز سے پڑھ کر اونچی آواز سے تکبیر کہتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص467)

یہ عمل غیر مسنون ہیں۔ نماز کے بعد مسنون اذکار پر اکتفا کرنا چاہیے۔

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''تمام عالم حضور کا محتاج ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص467)

سارا عالم صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے اور حاجات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے تھے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيرٌ﴾ (القصص: ٢٤)

''موسیٰ نے دعا کی: میرے رب! تو جو خیر میری طرف اُتارے، میں اس کا محتاج ہوں۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ﴾(فاطر : ١٥)

''لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو۔''

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ﴾(محمّد : ٣٨)

''اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب محتاج۔''

رسول اللہ ﷺ اپنی ہر حاجت اللہ تعالیٰ سے ہی مانگتے تھے۔اسی لیے آپ ﷺ ہر دعا کا آغاز اَللّٰھُمَّ یارَبِّ سے کیا کرتے تھے۔

یاد رہے کہ جو شخص جتنا زیادہ رب تعالیٰ کا محتاج بندہ بن کر رہے، اس کے لیے اتنا بڑا کمال ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے۔

③ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صوفیا کی اصطلاح میں نیک عمل وہ ہے، جو اللہ و رسول کی رضا کے لیے کیے جائیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص467)

یہ صوفیا کی بدعی اور گمراہ کن اصطلاح ہے، اس کے مطابق تو عمل اللہ تعالیٰ کے لیے خالص نہ رہا، یہ اہل حق کا مسلک نہیں۔ رضا و خوشنودی میں نبی کریم ﷺ کو شریک کر دیا گیا، البتہ عمل میں نبی کریم ﷺ کی سنت کی محبت ضروری ہے۔

درحقیقت نیک عمل وہ ہے، جو کتاب و سنت سے ثابت ہو اور اسے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے سرانجام دیا جائے۔

④ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ان (اصحاب کہف اور ان کے کتے قطمیر وغیرہ کے) ناموں میں تاثیر یہ ہے

کہ اگر لکھ کر دروازہ پر لگا دیے جائیں، تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، مال پر رکھ دیے جاویں، تو چوری نہیں ہوتا، کشتی میں لگا دیے جائیں، تو ڈوبنے سے حفاظت ہوتی ہے، کہیں آگ لگ گئی ہو، تو کپڑے پر لکھ کر آگ میں پھینک دیں، تو آگ بجھ جاتی ہے، بچے کے گلے میں ڈالیں، تو رونے اور اُم الصبیان کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے، ان کا تعویذ بنا کر بازو پر باندھا جاوے، تو قیدی آزاد ہو جائے، بے عقل عقلمند ہو جائے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 468)

بے بنیاد اور بے حقیقت باتیں ہیں۔ یہ شرکیہ تعویذ ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک گروہ حاضر ہوا، آپ نے نو افراد سے بیعت کر لی اور ایک سے بیعت نہیں لی۔ عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ نے نو سے بیعت لے لی ہے اور ایک سے نہیں لی (حکمت کیا ہے؟) آپ نے فرمایا: اس نے ''تعویذ'' لٹکا رکھا ہے۔ اس آدمی نے (اپنے بازو میں) ہاتھ داخل کر کے اسے توڑ ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیعت لی اور فرمایا:

مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ .

''تعویذ لٹکانا شرکیہ عمل ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 154/4، وسندهٗ حسنٌ)

تمیمہ، جو مکتوب و معلق تعویذ کا ہی دوسرا نام ہے، بھی دو طرح کا ہو سکتا ہے۔

۱۔ شرکیہ تمیمہ ۲۔ شرعی تمیمہ

شرکیہ تمیمہ ممنوع و حرام ہے۔ البتہ شرعی اور قرآنی تعویذ بطور علاج باندھا جا سکتا ہے۔

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''یہ حضرات (اصحاب کہف) پھر اپنی جگہ جا کر سو گئے، بادشاہ نے وہاں غار کے دروازے پر مسجد بنانے کا حکم دیا، وہاں لوگ ہر سال جمع ہوتے تھے اور عید کی طرح خوشی مناتے تھے، معلوم ہوا کہ بزرگوں کا عرس منانا بڑی پرانی رسم ہے، جو مومنوں میں رائج ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص469)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَكْرِمُوْا إِخْوَانَكُمْ قَالَ : فَنَظَرُوْا فِي أَمْرِهِمْ فَقَالُوا : ﴿لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا﴾(الكهف : ٢١) فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُم وَيَدْعُوْنَ لَهُمْ .

''(ان لوگوں نے کہا) اپنے بھائیوں کی عزت کرو۔ انہوں نے غور وفکر کے بعد کہا کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے۔ پھر وہ ان پر نماز جنازہ پڑھنے لگے، ان کے لیے استغفار کرنے لگے اور ان کے حق میں دعا مانگنے لگے۔''

(تغليق التّعليق لابن حجر : 246/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق مسجد بنانے کا مفہوم ان کے لیے دعا واستغفار کرنا ہے۔ یہ کہنا کہ وہاں لوگ ہر سال جمع ہوتے تھے اور عید کی طرح خوشی مناتے تھے، کذب وزور ہے۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ بزرگوں کا عرس مناتے ہیں، وہ شرعی دلائل سے تہی دست ہیں۔ یاد رہے کہ بزرگوں کی یاد میں عرس منانا، ان کی قبروں پر سال بہ سال

حاضری دینا مشرک قوموں کا وطیرہ رہا ہے، اسلام میں عرسوں کا کوئی تصور نہیں۔ اگر بزرگوں کی قبروں پر عرس میلے جائز ہوتے، تو اللہ تعالیٰ ہمیں انبیائے کرام علیہم السلام کی قبروں کے بارے میں مطلع فرماتا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا .

''میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا۔''

(مسند الإمام أحمد : 368/2، سنن أبي داوٗد : 2042، واللّفظ لهٗ، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ نووی رحمہ اللہ (الاذ کار ص ١٠٦، خلاصۃ الاحکام : ١/٤٤٠) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری:٦/ ٤٨٨) نے اس کی سند کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ، فَإِنَّ رُوَاتَهٗ كُلَّهُمْ ثِقَاتٌ مَّشَاهِيرٌ .

''اس کی سند حسن ہے، اس کے تمام راوی مشہور ثقہ ہیں۔''

(اقتضاء الصّراط المستقيم : 654/2)

اہل شرک و بدعت اپنے عقائد واعمال پر جو قرآن وسنت سے دلائل پیش کرتے ہیں، ان دلائل سے اگر وہ عقائد واعمال ثابت ہوتے، تو اسلاف اُمت زیادہ حق دار تھے کہ ان دلائل سے یہ عقائد واعمال ثابت کرتے۔ ان کا ثابت نہ کرنا دلیل ہے کہ ان دلائل سے یہ عقائد واعمال ثابت نہیں ہوتے۔ یہ قرآن وسنت کے دلائل اسلاف اُمت کے دلائل ہیں۔ جہاں محدثین سے دلائل لینے ہیں، وہاں ان دلائل کا مفہوم معنی بھی انہی سے لینا ہے۔ ثابت ہوا کہ اہل بدعت کے اپنے اُصول ہیں، اس لیے یہ ائمہ اہل سنت کے عقائد واعمال

سے منحرف ہیں، انہیں متکلمین کہا جاتا ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہیں۔

⑥ مفتی صاحب سورت کہف (۱۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں دعا بمعنی پوجنا ہے، نہ کہ بمعنی پکارنا۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم خدا کے سوا کسی کو پکارے گے نہیں، دینی ودنیاوی کاموں کے لیے دن رات پکارا جاتا ہے، ابراہیم علیہ السلام نے مردہ جانوروں کو پکارا۔ ہم ہر التحیات میں حضور کو پکار کر سلام کرتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص469)

یہاں مفتی صاحب نے تلبیس کی حد کر دی ہے۔ پکارنا کا معنی ان سے دعائیں کرنا، مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لیے ان کے نام کی دہائی دینا ہے، نہ کہ ایک دوسرے کو آواز دینا ہے۔ یہاں خاص مدد کے لیے پکارنا مراد ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے مردہ جانوروں کو اپنی طرف بلایا تھا، وہ ان کی طرف دوڑتے چلے آئے تھے۔ تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اُن مردہ جانوروں کو مدد کے لیے پکارا؟ پکار کر سلام کرنا اور مدد کے لیے پکارنے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

مدد کے لیے پکارنا عبادت ہے، اللہ کے علاوہ کسی کی پکار جائز نہیں۔ جب کسی صحابی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا ثابت نہیں، تو اور کون ہو سکتا ہے، جس کی پکار جائز ہو؟

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (المؤمن: ٦٥)

''خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا﴾(الجنّ : ١٨)

''اللہ کے سوا کسی کو (مافوق الاسباب مدد کے لیے) مت پکارو۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهٖ أَحَدًا﴾(الجنّ : ٢٠)

''کہہ دیجئے، میں اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهٗ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ﴾(الأحقاف : ٥)

''اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے، یہ اللہ کے سوا اسے پکارتے ہیں جو قیامت تک ان کو جواب نہیں دے سکتے، وہ تو ان کی دعا و پکار سے غافل ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾(القصص : ٨٨)

''اللہ کے سوا کسی اور کو مت پکارو، اس کے سوا کوئی الہ نہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَ كُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾

(فاطر : ١٤)

''اگر تم ان کو پکارو، تو وہ تمہاری پکار تک نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں تو اس کا جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے اور آپ کو (اللہ) خبیر کی طرح کوئی خبر نہیں دے گا۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ﴾(الرَّعد : ١٤)

''جو لوگ غیر اللہ سے دعائیں کرتے ہیں، وہ غیر ان پکارنے والوں کی کوئی دعا قبول نہیں کرتے، مگر اس شخص کی طرح جس نے پانی کی طرف ہتھیلیاں پھیلائیں، تاکہ پانی اس کے منہ تک آسکے، حالاں کہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچتا، (غیر اللہ سے) کافروں کی دعا سراسر بے سود ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ﴾
(النّحل : ٢٠)

''جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾(الأعراف : ١٩٤)

''جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں، ان کو پکارو، اگر تم سچے ہوتو وہ تمہیں جواب دے کر دکھائیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا﴾(بني إسرائيل : ٥٦)

''کہہ دیجئے، جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تم سے تکلیف دور کرنے اور تکلیف پہنچانے کے مالک نہیں ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ﴾(الزُّخرُف : ٨٦)

''جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ شفاعت کے مالک نہیں ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ﴾(سبأ : ٢٢)

''کہہ دیجئے ان خداؤں کو بلالاؤ، جنہیں تم اللہ کے سوا سمجھتے ہو، وہ لوگ تو زمین وآسمان میں ایک ذرے کے مالک بھی نہیں، جو ذرہ بھر اس کے شریک نہیں ہیں اور نہ ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا﴾

(بني إسرائيل : ٦٧)

''جب تمہیں سمندر میں تکلیف آتی ہے، تو وہ سارے الہ گم ہو جاتے ہیں، جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو، پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے، تو بدل جاتے ہو، انسان ہمیشہ سے ناشکرا ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَّتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ﴾(الصّافّات : ١٢٥)

''کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہترین خالق کو چھوڑ دیتے ہو۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَاتُ رَحْمَتِهِ﴾

(الزّمر : ٣٨)

''کہہ دیجئے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے تکلیف دینے کا ارادہ کر لے تو وہ اللہ کی تکلیف کو ہٹا نہیں سکتے اور اگر مجھ پر رحمت کا ارادہ کر لے تو وہ لوگ اللہ کی رحمت کو روک نہیں سکتے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ﴾(يونُس : ١٠٦)

''اللہ کو چھوڑ کر ان کو مت پکاریں، جو نہ تو آپ کو نفع دے سکتے ہیں، نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ ظالموں میں سے ہوں گے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾(الأعراف : ۱۹۷)

''جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے، نہ خود اپنی مدد پر قادر ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾(النّمل : ٦٢)

''تو کون ہے، جو لاچار کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارے اور اس کی تکلیف کو دور کر دے؟''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ﴾(الأحقاف : ٤)

''کہہ دیجئے، جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، مجھے دکھا دو کہ انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ﴾

(فاطر : ۱۳)

''جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، ایک کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے مالک بھی نہیں ہیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوا لَهٗ﴾

(الحجّ : ٧٣)

''اللہ کے سوا یہ جن کو پکارتے ہیں، وہ ان کے لئے ایک مکھی تک نہیں بنا سکتے، بھلے وہ سب اکٹھے ہو کر آ جائیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ أَنَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللّٰهُ﴾(الأنعام : ٧١)

''کہہ دیجئے، کیا ہم اللہ کے سوا ان کو پکاریں، جو نہ ہمیں نفع دے سکتے ہیں، نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور جبکہ اللہ نے ہمیں ہدایت دے دی ہے، پھر سے گمراہی کی طرف لوٹ جائیں۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾

(البقرة : ١٨٦)

''جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں، تو میں قریب ہوں، پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، تو مجھ سے

مانگیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ ہدایت پالیں۔''

⑦ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس (اصحاب کہف کے کتے) کے نام کے وظیفے پڑھے جانے لگے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص470)

یہ نری گمراہی وضلالت ہے۔

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور نے معراج میں اصحاب کہف کو ملاحظہ فرمایا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص470)

ثابت نہیں۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''سارے نبی معراج میں حضور کے پیچھے نماز پڑھ گئے، بہت سارے نبی حج وداع میں شریک ہوئے، اسی لیے یہاں قرآن فرما رہا ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ﴾ لہٰذا وہابیوں کا یہ قول غلط ہے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو جاتے ہیں، اگر ایسا ہوتا، تو قبرستان میں مردوں کو سلام نہ کیا جاتا، کیونکہ بے خبر کو سلام نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص470-471)

کسی نبی کا حج وداع میں شریک ہونا باسند صحیح ثابت نہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق احتیاط چاہیے۔ ادب کا یہی تقاضا ہے۔

مرنے کے بعد انسان دنیا سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ سلام سے صرف دُعا دینا مقصود ہوتا

ہے، نہ کہ سنانا۔ کسی صحیح حدیث سے مردوں کا سلام سننا ثابت نہیں۔ ہمارا سوال ہے کہ اگر مُردے سنتے ہیں، تو جواب کیوں نہیں دیتے؟ کسی نے آج تک مُردوں کی طرف سے جواب تو نہیں سنا، نہ کسی سماعِ موتی کے قائل نے مُردوں کے جواب دینے کا دعویٰ کیا ہے۔ جب بعض الناس کے نزدیک مردے سنتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں، تو خود سلام کیوں نہیں کہہ دیتے؟

معلوم ہوا کہ قبرستان میں کہا جانے والا سلام، سلامِ خطاب نہیں، سلامِ دُعا ہے اور دعا کو سنانا مقصود نہیں ہوتا۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''ایک جماعت، جن میں عبد الحق (اشبیلی) بھی شامل ہیں، نے مُردوں کو سلام کہنے کی مشروعیت سے سماعِ موتی پر استدلال کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مُردے سلام نہیں سنتے، تو ان کو مخاطب کرنا فضول ہے۔۔۔ لیکن یہ کمزور موقف ہے، کیونکہ مُردوں کو سلام کہنے میں اس (خطاب) کے برعکس اور احتمال بھی ہے۔ وہ یہ کہ تشہد میں نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے سلام کہنا ثابت ہے، لیکن آپ ﷺ تشہد میں سب لوگوں کی طرف سے کہے گئے سلام قطعاً نہیں سنتے۔ اسی طرح قبرستان میں داخل ہونے والے شخص کا مؤمن مُردوں کو سلام کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ! ان پر سلامتی نازل فرما، جیسے اَلصَّلَاۃُ والسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ ''اے اللہ! تُو اپنے رسول پر رحمت اور سلامتی نازل فرما۔'' کا مطلب ہے۔ صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ جب بندہ تشہد میں کہتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ ''ہم

پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔''تو ہر نیک شخص تک یہ دُعا پہنچ جاتی ہے۔ یوں یہ خبر بمعنی انشاء ہوئی۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ اے اللہ! تُو تمام نیک لوگوں پر سلامتی نازل فرما۔ واللہ اعلم!''

(الإمتاع بالأربعين المتباينة السّماع، ص 86)

⑩ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے حضور نے ظہور نبوت سے پہلے برسوں ابو طالب کے گھر کھانا کھایا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص471)

ثابت نہیں۔

⑪ مفتی صاحب سورت کہف (۲۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی قبروں پر قبہ، گنبد بنانا درست ہے، کیونکہ رب نے ان کا یہ قول بغیر تردید نقل فرمایا، جو علامت جواز ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص471)

یہ آیت کی تحریف ہے۔ انہوں نے کب کہا تھا کہ ہم اصحاب کہف پر قبہ بنائیں گے، کہ ''رب نے ان کا یہ قول بغیر تردید نقل فرمایا۔'' یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ہے۔

قبر پرستی یقیناً گمراہی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ قبروں کے متعلق شرعی احکام سے چشم پوشی اور ان کی شرعی حرمت سے تجاوز ہے۔ یہی اقدام انسان کو شرک تک لے جاتا ہے، بلکہ پہلی امتوں کا مثیل بنا دیتا ہے۔ علوم دینیہ سے ناواقف بعض بھائیوں نے عقائد واعمال کی بنیاد قبروں کے حد درجہ احترام کو بنالیا ہے۔ قبروں پر گنبد اور قبے، ان کی بے پناہ نمائش وآرائش، حسن وزینت، پرشوکت اور دلنشین مقبرے، اسی احترام کی بازگشت ہیں۔ قبروں پر قبے اور گنبد بنانا اتنی مہلک بدعت ہے جس کا آخری نتیجہ کفر اور ترکِ ایمان پر پہنچتا ہے۔ بلکہ

ان کی تاریخ شیعیت سے اٹھی ہے:

❁ مشہور شیعہ محمد حسن حائری نے لکھا ہے:

قَالَتِ الْإِمَامِيَّةُ : يَجُوْزُ بِنَاءُ الْقُبُوْرِ لِلْأَنبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ، وَتَشْيِيْدِهَا وَحِفْظِهَا .

''امامیہ (شیعہ کا ایک گروہ) کا کہنا ہے کہ انبیا اور اولیا کی قبروں پر تعمیر کرنا، انہیں پختہ کرنا اور ان کی حفاظت کرنا جائز ہے۔''

(البراهين الجلية، ص41)

صحابہ کرام، تابعین کے دَور میں قبروں پر قبوں کا نام ونشان تک نظر نہیں آتا۔ البتہ صحیح احادیث اور صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ان کی مذمت ضرور ثابت ہے:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور تعمیر سے منع فرمایا۔''

(صحيح مسلم : 970)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت کچھ وصیتیں فرمائی تھیں۔ ایک وصیت یہ تھی:

لَا تَجْعَلُوا عَلٰى قَبْرِي بِنَاءً .

''میری قبر پر عمارت نہ بنانا۔''

حاضرین نے ان سے پوچھا:

أَوَسَمِعْتَ فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ : نَعَمْ، مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''کیا آپ نے اس بارے کوئی بات سنی؟ فرمایا: جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔''

(مسند الإمام أحمد : 397/4، وسندہٗ حسنٌ)

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَهٰى أَنْ يُبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔''

(سنن ابن ماجه : 1564، وسندہٗ صحیحٌ)

❀ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رَأَيْتُ مِنَ الْوُلَاةِ مَنْ يَّهْدِمَ بِمَكَّةَ مَا يُبْنٰى فِيهَا فَلَمْ أَرَ الْفُقَهَاءَ يَعِيبُونَ ذٰلِكَ .

''میں نے حکمرانوں کو مکہ میں قبروں سے عمارتیں گراتے دیکھا ہے، کوئی فقیہ ان پر اعتراض کرتا نظر نہیں آیا۔''

(کتاب الأمّ : 316/1)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَصْحَابُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَلَا فَرْقَ فِي الْبِنَاءِ بَيْنَ أَنْ يَبْنِيَ قُبَّةً أَوْ بَيْتًا أَوْ غَيْرَهُمَا وَيُهْدَمُ هٰذَا الْبِنَاءُ بِلَا خِلَافٍ .

''شوافع کہتے ہیں کہ قبر پر کسی قسم کی عمارت، قبہ یا گھر وغیرہ بنانا برابر ہے، اس کے گرانے پر اجماع ہے۔''

(المَجموع شرح المُهذّب : 298/5)

⑫ مفتی صاحب سورت کہف (۲۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے قرب میں مسجد بنانی بہتر ہے کہ وہاں نماز زیادہ قبول ہوتی ہے، اس لیے حضور کی مسجد میں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار ہے، کیوں؟ قرب محبوب کی وجہ سے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص471)

صالحین کے قرب میں مسجد بنانا جائز نہیں۔ جب مسجد بنانا ہی جائز نہیں، تو وہاں نماز زیادہ قبول ہونے کی کیا وجہ؟

نبی کریم ﷺ کی مسجد میں ایک نماز کا ثواب ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(صحيح البخاري : 1190، صحيح مسلم : 1394)

یہ ثواب تو نبی کریم ﷺ کے دفن ہونے سے پہلے بھی تھا اور بعد میں بھی۔ یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کو اپنے گھر کے صحن میں دفن کیا گیا، ضرورت پڑنے پر وہ حصہ مسجد میں شامل کر لیا گیا۔ اہل حق میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ مسجد نبوی کا اجر و ثواب نبی کریم ﷺ کے قرب کی وجہ سے ہے۔ ورنہ مسجد حرام میں ایک لاکھ نماز کا ثواب کس کے قرب کی وجہ سے ہے؟ مسجد حرام کے قرب میں نبی کریم ﷺ سے زیادہ فضیلت کون ہے؟

جس روایت میں ہے کہ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، وہ روایت سنن ابن ماجہ (۱۴۱۳) میں آتی ہے۔ اس کی سند ابو خطاب دمشقی کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

⑬ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اصحاب کہف کے واقعہ کا بہت تفصیلی علم بخشا ہے، لیکن اس کے اظہار سے منع فرمایا۔ اغیار اظہار کے لائق نہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص472)

یہ نبی کریم ﷺ پر بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جو علم عطا کیا، وہ وحی ہے اور نبی کریم ﷺ نے تمام وحی اُمت تک پہنچا دی، کچھ نہیں چھپایا۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ ہے:

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ (التّكوير : ٢٤)

''نبی غیب (وحی) پر بخیل نہیں ہیں۔''

❁ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

مَا مُحَمَّدٌ عَلٰى مَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ مِنْ وَحْيِهٖ وَتَنْزِيلِهٖ بِبَخِيلٍ بِتَعْلِيمِكُمُوهُ أَيُّهَا النَّاسُ، بَلْ هُوَ حَرِيصٌ عَلٰى أَنْ تُؤْمِنُوا بِهٖ وَتَتَعَلَّمُوهُ.

''اے لوگو! محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی وحی اور کتاب کو تمہیں سکھانے کے حوالے سے بخیل نہیں ہیں، بلکہ وہ تو اس بات کے حریص ہیں کہ تم اس پر ایمان لاؤ اور اسے سیکھو۔''

(تفسير الطّبري : 104/30)

وحی کو اُمت تک پہنچانا نبی کریم ﷺ کا فریضہ تھا، جسے آپ نے ادا فرما دیا، لہٰذا یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ نے اصحاف کہف کا تفصیلی علم اغیار کو نہ بتایا، صریح خطا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁